منکرین حدیث اور مستشرقین کے مشترکہ نظریات- تجزیاتی مطالعہ

Common Views Of Hadith Deniers And Orientalists - An Analytical study

ڈاکٹر اسماء عزیز* ، فروا طارق**

Abstract:
Issues regarding rejection of *Hadith* literature as a source of *Shariah* was found in second century of hijri when *Khawarij* and *Mutazili* raised questions on the authenticity of *Hadith*. Scholar of hadith responed the questions about authenticity of hadith. After that Muslims unanimously accepted *Hadith* as a primary source of *Shariah* and moral teaching of Islam. In 19th and 20th century with the advent of colonialism and under the umbrella of Orientalists the issues again raised abouth the authenticity of *Hadith* by some muslim scholars of subcontinent. This article mainly focus on commonalities between Orientalists approach and Muslim deniers of Hadith, with special reference to Joseph Schacht and Ghulam Ahmad Pervez.
Keywords: Hadith Literature, Sources of Shariah, Hadith as a Standard, Orientalist approach to Hadith, Authenticity of Hadith

رسول اکرم ﷺ کی احادیث قرآن کریم کے بعد اسلامی قانون کا دوسرا اہم ترین مآخذ رہا ہے۔احادیث کا یہ مقام صدیوں سے غیر متنازعہ اور مسلم ہے اگرچہ فقہی آراء میں مسلمانوں کے مختلف نقطہ ہائے نظر رہے ہیں تاہم قرآن اور حدیث کی حجیت پر عموماً اتفاق رہاہے سوائے بعض افراد کی انفرادی رائے کے جنہوں نے امت مسلمہ کے اجتماعی دھارے سے خود کو الگ کر لیا۔ مسلمانوں نے اسلامی قانون کے بنیادی اور اہم ماخذ کی حیثیت سے سنت کا درجے کو کبھی چیلنج نہیں کیا تھا۔(1)

حجیت حدیث کے معنی استدلال (کسی حکم کو ثابت کرنا) کے ہیں، یعنی قرآن کریم کی طرح حدیث نبوی سے بھی عقائد و احکام و فضائل اعمال ثابت ہوتے ہیں، البتہ اس کا درجہ قرآن کے بعد کا ہے، جس طرح ایمان کے معاملے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان تفریق نہیں کی جاسکتی کہ ایک کو مانا جائے اور دوسرے کو نہ مانا جائے، ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ کے کلام اور رسول ﷺ کے کلام کے درمیان بھی کسی تفریق کی گنجائش نہیں ہے کہ ایک کو واجب الاطاعت مانا جائے اور دوسرے کو نہ مانا جائے۔ قرآن اور حدیثِ رسول ﷺ ہمارے دین کی اولین اساس وبنیاد ہیں، قرآن پاک وحی متلو ہے کیونکہ یہ

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد
** ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد

رسول اکرم ﷺ پر الفاظ اور معنی کا نزول ہے۔ جبکہ سنت واحادیث قرآن کی تفسیر کے درجے میں ہیں جنہیں وحی غیر متلو کہا گیا ہے۔ کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ پر صرف معنی کا نزول ہے اور آپ ﷺ نے اسے اپنے الفاظ سے تعبیر کیا۔(2) نبی اکرم ﷺ پر کئی صورتوں میں وحی نازل ہوتی رہی ہے اس لیے قرآن پاک اور حدیث رسول ﷺ دونوں ہی حجت ہیں۔ آپ ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہمارے دین اور ایمان کا حصہ ہے۔ اسی لیے قرآن میں بارہا نبی کریم ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے:

"یٰـاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْـعُوا اللہَ وَاَطِیْـعُوا الرَّسُوْلَ"(3)

(اے لوگو تم میں سے جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰـہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّـذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰـہُ عَلَیْـہِـمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا''(4)

(اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ ک فرمانبردار ہو تو ایسے لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا جو نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں میں سے ہیں،اور یہ کیے اچھے رفیق ہیں۔)

علامہ غلام رسول سعیدی نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول اطاعت کرتے ہیں وہ روز قیامت انبیاء صدیق، شہید،اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں اور سب لوگ جنت میں ایک ہی درجے میں ہوں گے "(5)

اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن پاک میں حدیث مبارک کو قطعی دلیل ہونے کو بیان فرمایا:

''وَاَنْزَلْنَـآ اِلَیْکَ الـذِّکْرَ لِتُـبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْـہِـمْ وَلَعَلَّـھُـمْ یَتَفَکَّرُوْنَ''(6)

(اور ہم نے تیری طرف قرآن نازل کیا تاکہ لوگوں کے لیے واضح کردے جو ان کے لیے نازل کیا تاکہ وہ سوچیں۔)

نبی اکرم ﷺ کی اطاعت ہمارے لئے جنت میں جانے کا ذریعہ ہے۔ ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ نبی اکرم ﷺ جس بھی چیز سے روکیں اس سے باز آجائیں اور جس چیز کا حکم دیں اس حکم کی تعمیل کریں۔ حدیث رسول ﷺ ہے کہ:

''عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعاً:'' كل أمتي يدخلون الجنة إلا من أَبى، قيل: ومَنْ يَأْبَى يا رسول الله؟ قال: من أطاعني دخل الجنة، ومن عصاني فقد أَبى''
(7)

(رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے تمام افراد جنت میں جائیں گے سوائے ان کے جنہوں

نے انکار کیا، آپ ﷺ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول (دخول جنت) سے کون انکار کر سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا، اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے جنت میں داخل ہونے سے انکار کیا۔)

آیات قرآنیہ کی شہادت کے ساتھ اتباع سنت پر امت اسلامیہ کا اجماع قائم ہو چکا ہے جس کے بعد اس میں شک وشبہ کی گنجائش نھیں رہتی۔ امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع قائم ہو چکا ہے کہ قرآن کے بعد حدیث ہی حجت ہے، اور جو شخص صرف قرآن کو ہی حجت مانتا ہے اور حدیث کا انکار کرتا ہے اور سراسر کفر پر ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں:

"ہمیں امام مالک نے خبر دی ہے عبد اللہ بن دینار کے حوالے سے اور وہ ابن عمر کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ایک مرتبہ لوگ قباء میں صبح کی نماز ادا کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک شخص نے آکر خبر دی کہ رسول اللہ پر قرآن نازل ہوا ہے، اور آپ کو استقبال کعبہ کا حکم ملا ہے، آپ لوگ بھی کعبہ کی طرف رخ کر لیں، لوگ شام کی طرف متوجہ تھے اس خبر کو سن کر کعبہ کی طرف مڑ گئے"(8)

عبد اللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ:

"میں نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو کہتے سنا: جب رسول اللہ کا کوئی حکم مل جاتا ہے تو اسے دل وجان سے قبول کرتا ہوں"(9)

قرآن کریم اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آئمہ اور مجتہدین سے یہ بات ثابت ہے کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم حجت ہے اور اس میں کسی بھی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نھیں ہے اور جو لوگ قرآن کو حجت مانتے ہوئے حدیث کا انکار کرتے ہیں وہ سراسر اللہ اور اس کے رسول کا انکار کرتے ہیں۔

انکار حدیث ایک ایسا فتنہ ہے جو ہر فتنہ کی بنیاد اور ہر فتنہ کا محور ہے اور اگر غور کیا جاے تو تمام فتنوں میں انکار حدیث قدر مشترک کے طور پر پایا جاتا ہے اور تمام فتنہ پردازوں نے اپنی گمراہیوں میں انکار حدیث کا ہی سہارا لیا ہے، کیونکہ احادیث ہی وہ مضبوط بند ہے جس کے ذریعے الحادوزندقہ اور دین میں تحریفات کے سیلاب کو روکا جا سکتا ہے۔ خود ساختہ دور از کار تاویلات و تلبیسات کے دروازے بند کیے جا سکتے ہیں اس لیے تمام ملحدین نے احادیث کو اپنی راہ کا سنگ گراں سمجھتے ہوے اسے ہٹانے کی کوشش کی اور انہیں حجت ماننے سے انکار کر دیا۔[10]

فتنہ انکار حدیث کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے پیشن گوئی کی تھی کہ میرے بعد کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو حدیث کو ماننے سے انکار کریں گے اور قرآن کو ہی اپنے لیے کافی سمجھیں گے۔ فرمان رسول ﷺ ہے:

" عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ< :لَا

أَلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ، يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي, مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ، أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ، فَيَقُولُ: لَا نَدْرِي! مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ اتَّبَعْنَاهُ!"(11)

(جناب عبید اللہ اپنے والد سیدنا ابو رافعؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہر گز ایسا نہ ہو کہ میں تم میں سے کسی کو پاؤں کہ وہ اپنے تخت یا دیوان پر بیٹھا ہو اور اس کے پاس میرے احکام میں سے کوئی حکم پہنچے جس کا میں نے حکم دیا ہو یا اس سے منع کیا ہو تو وہ کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے، ہم تو کتاب اللہ میں جو پائیں گے، اسی پر عمل کریں گے۔)

رسول اکرم ﷺ کی پیشن گوئی درست ثابت ہوئی، چنانچہ دوسری صدی ہجری اور تیرہویں صدی ہجری میں انکار حدیث کے فتنے اٹھے، دوسری صدی ہجری میں اٹھنے والے انکار حدیث کے فتنہ کا مرکز عراق تھا اور اس کے بانی خوارج اور معتزلہ تھے۔(12)خوراج کو اسلام کا اولین فرقہ بھی شمار کیا جاتا ہے، خوارج کی وجہ تسمیہ ان کا مسلمانوں کے خلاف خروج ہے۔اس فرقے کا مقصد لوگوں کو حدیث سے دور کرنا تھا اور ان کا یہ کہنا تھا کہ صرف قرآن کی بات تسلیم کی جائے، انہوں نے حد رجم کا انکار بھی اسی وجہ سے کیا تھا کیونکہ اس کا ذکر قران میں نہیں ہے، اسی وجہ سے علماء نے خوراج کی تکفیر کی۔وہ صرف ان احادیث کو مانتے جو ان کے عقائد کے مطابق ہوتیں، باقی احادیث کا وہ انکار کرتے تھے۔دوسرا گروہ جنہوں نے حدیث کا انکار کیا وہ معتزلہ تھے، ان کے الگ ہونے کی ایک بڑی وجہ مرتکب کبیرہ کے متعلق حضرت حسن بصری کی رائے سے اختلاف تھا اور اس مسئلے پر مسلمانوں کا اجماع قائم ہو چکا تھا۔چناچہ واصل بن عطا اور اس کے ساتھی مسلمانوں کی اجتماعی فکر سے الگ ہونے کے باعث "معتزلہ" کہلائے۔یہ لوگ دراصل یونانی فلسفہ سے بہت زیادہ متاثر تھے اور انہوں نے اس کے تحت عقل کو ہی فیصلہ کن حثیت دے رکھی تھی۔اسلامی احکامات میں صرف ان ہی باتوں کو تسلیم کرتے تھے جو کہ انسانی عقل کے معیار پر پورا اترتی تھیں، اس مقصد کے لیے انہوں نے دو طریقے اختیار کیے۔اولاً، انہوں نے لوگوں کے دلوں میں یہ شک ڈالا کہ یہ احادیث نبی اکرم ﷺ سے بھی ماخوذ بھی ہیں یا نھیں؟ثانیاً، رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ہم ان کی اتباع کے پابند کب ہیں، ان کے نظریہ کے مطابق رسول اکرم ﷺ کا کام پیغام پہنچانا تھا سو انہوں نے یہ پہنچادیا، وہ بھی ہمارے جیسے ہی انسان ہیں ان کا کہا بعد کے لوگوں کے لیے حجت کیسے ہو سکتا ہے؟لیکن کچھ عرصے بعد ہی یہ فتنہ اپنی موت آپ ہی مر گیا کیونکہ آئمہ کرام نے نقلی اور عقلی دلیلوں سے ان کے اعتراضات کو رد کیا اور اس فتنہ کو مزید بڑھنے سے روکا اور پھر صدیوں تک پھر اس کا نام ونشان بھی نظر نہ آیا۔

ہندوستان میں سب سے پہلے سر سید احمد خان نے حدیث کی حجیت سے انکار کی آواز اٹھائی۔ان کے بعد پنجاب میں مولوی عبد اللہ چکڑالوی مقیم لاہور نے ان کا تتبع کیا بلکہ سر سید مرحوم سے ایک قدم آگے بڑھے۔کیونکہ سر سید حدیث کو شرعی حجت نھیں مانتے تھے لیکن عزت اور احترام کرتے تھے۔واقعات نبوی ﷺ کا صحیح ثبوت کتب احادیث سے دیتے تھے، بر خلاف ان کے مولوی عبد اللہ چکڑالوی حدیث نبوی ﷺ کو (لہو الحدیث) سے موسوم کیا کرتے تھے۔(13) بر صغیر میں اس

جدید فتنہ کے بانی اور سرخیل سرسید احمد خان تصور کیے جاتے ہیں جنہوں نے مغربی نظریات اور عقل اور فلسفہ سے متاثر ہو کر نہ صرف جدید انکار کی داغ بیل ڈالی بلکہ اسلام کے بہت سے متفقہ مسائل کا یا تو بلکل ہی انکار کر دیا یا پھر ان میں من مانی تاویل کر دی جیسے کہ معجزات کا انکار، فرشتوں کے وجود کا انکار اور بھی بہت سے امور کا انکار وغیرہ۔(14)

برصغیر میں منکرین حدیث کے سلسلے کو تاریخی ترتیب سے بیان کرتے ہوے مولانا سید ابوالاعلی مودودی لکھتے ہیں:

"اسی طرح فنا کے گھاٹ اتر کر یہ انکار حدیث کا فتنہ کئی صدیوں تک اپنے شمشان بھومی میں پڑا رہا یہاں تک کہ تیرہویں صدی ہجری (انسویں صدی عیسویں) میں یہ پھر جی اٹھا۔ اس نے پہلا جنم عراق میں لیا تھا، اب دوسرا جنم اس نے ہندوستان میں لیا، یہاں اس کی ابتداء کرنے والے سرسید احمد خان اور مولوی چراغ علی تھے پھر مولوی عبداللہ چکڑالوی اس کے علمبردار بنے اس کے بعد مولوی احمد الدین امرتسری نے اس کا بیڑہ اٹھایا، پھر مولانا اسلم جیراج پوری اسے لیکر آگے بڑھے۔ اور آخر کار اس کی ریاست چوہدری غلام احمد پرویز کے حصے میں آئی جنہوں نے اس کو ضلالت کی انتہا تک پہنچادیا ہے۔"(15)

برصغیر کے منکرین حدیث میں غلام احمد پرویز کا نام نمایاں ہے، وہ حجیت حدیث کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مسلمانوں کے پاس کوئی طے شدہ شریعت نھیں ہے کہ جسے ابدیت حاصل ہو اور اس میں ہمیشگی ہو۔ ان کا موقف یہ ہے کہ جزیات مختلف حالات کے ساتھ بدلتی رہتی ہیں ان کے ہاں ان بدلتی جزیات کو شریعت کہتے ہیں جو وقت کے ساتھ بدلنی چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی شریعت مرکز ملت (وفاقی اسمبلی) طے کرے گی انھیں حدیث سے طے کرنا درست نھیں ہے"(16)

مزید وہ اللہ اور رسول کی اطاعت کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

"چونکہ نظام دین میں اللہ کے احکام مرکز سے نافذ ہوتے ہیں اور یہ مرکزی قوت نافذہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص شخصیت میں تھی اس لیے ان مرکزی احکام کی اطاعت کو اللہ اور رسول کی اطاعت قرار دیا گیا ہے۔"(17)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نظام قرآنی میں اطاعت مرکز ملت کی ہے اور چوں کہ مرکز قوانین خداوندی کی تنفیذ کرتا ہے۔ اور پہلا مرکز رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی تھی۔ اس لیے قرآن کریم میں مرکز ملت کو اللہ اور رسول کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔(18)

غلام احمد پرویز کا نظریہ حدیث میں رسول اللہ کے مرکز ملت ہونے کو محدود کیا گیا ہے جبکہ نصوص قرآنیہ اس کے برعکس اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ شریعت اسلامیہ کے باب میں رسول اللہ کو ہمیشہ کے لیے مرکزیت حاصل ہے، آپ کے اس دنیا سے جانے کے بعد بھی، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

"مَّنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ"[19] (جس نے رسول کی اطاعت کی،اس نے اللہ کی اطاعت کی ۔)

چنانچہ حضور اکرم مرکز ملت تھے اور سنت پر عمل بھی یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اسی طرح مرکزیت کو قائم رکھا جائے،قرآن کریم نے اسی نکتہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِكُمْؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ"[20]

(اور محمد [خدا نہیں ہیں] صرف رسول ہیں' ان سے پہلے اور رسول گزر چکے ہیں اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید ہو جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے تو جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے گا سو وہ اللہ کا کچھ نقصان نہی کرے گا اور عنقریب اللہ کا شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔)

انکار حدیث کے حوالے سے علمی میدان میں دوسرا نمایاں گروہ مستشرقین کا ہے۔مستشرقین نے مصادر شریعت کو بالخصوص اپنی تحقیقات کا ہدف بنایا اور حدیث کی حجیت کے حوالے سے اپنے نظریات پیش کیے۔منکرین حدیث کے جواب میں مسلمان اہل علم نے ان کا جس طرح تعاقب کیا اسی طرح انہوں نے مستشرقین کی طرف سے پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا بھی ازالہ کیا۔ان مستشرقین میں ایک نمایاں نام جوزف شاخت کا ہے جس نے اسلامی علوم پر اپنی تحقیقات پیش کی ہیں۔جوزف شاخت(۱۹۰۲ء-۱۹۶۹ء) جرمن برطانوی مستشرق ہے۔وہ ایک کیتھولک فیملی میں پیدا ہوا اور جرمنی میں اس نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔وہ اکسفورڈ،لائیڈن اور کولمبیا یونیورسٹی میں عربی اور اسلامیات کا پروفیسر رہا ہے۔اہل مغرب میں حدیث اور فقہ اسلامی میں تخصص کی وجہ سے مشہور ہے۔حدیث کی بارے میں اس نے اپنے خیالات اپنی کتاب "محمدی فقہ کے مصادر"میں پیش کیے ہیں جو کہ ۱۹۵۰ء میں شائع ہوئی۔حدیث میں اس نے "common link theory"کا تصور پیش کیا۔[21]جوزف شاخت کا حدیث کی حجیت کے بارے میں کہنا ہے کہ یہ امام شافعی کے دور کے بعد لکھی گئی۔اس کے خیال میں،امام شافعی سے دو پشت پہلے احادیث کی موجودگی کا کوئی اشارہ ملتا ہے تو یہ شاذ اور استثنائی واقعہ ہے۔حدیث کی اسناد کے بارے میں کہتا ہے کہ اسناد کا رواج دور فتنہ سے شروع ہوا جب تفتیش و تحقیق کے فقدان سے لوگوں کا حدیث پر سے اعتبار جاتا رہا۔

جوزف شاخت حدیث کی اسانید پر مزید اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"Although the isnad constitute the most arbitrary part of the traditions, the tendencies underlying their creation and development once recognized enable us to use them for the dating of traditions in many cases. .... any typical representative of the group whose

doctrine was to be projected back on to ancient authority, could be chosen at random and put into the isnad "(22)

"احادیث کی اسناد کا بہت بڑا حصہ فرضی ہے۔ یہ سب کو معلوم کہ اسانید ابتدائی شکل میں شروع ہو کر تیسری صدی ہجری کے نصف ثانی میں اپنے درجہ کمال کو پہنچیں، اسانید کا زیادہ تر حصہ ایسا ہے کہ جو معمولی توجہ کا بھی مستحق نہیں ہے، جو جماعت اپنے راویوں کو متقدمین سے منسوب کرنا چاہتی وہ اپنی پسندیدہ شخصیت کا انتخاب کر کے اسناد میں شامل کر دیتی۔"

گذشتہ صفحات کے مطالعے سے بات واضح ہے کہ مستشرقین اور منکرین حدیث کے شبہات ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور سب سے بڑا مقصد نبی اکرم ﷺ کی حدیث کو مشکوک قرار دینا ہے جیسا کہ حدیث کی اسناد کے بارے میں کہا گیا اس کا زیادہ حصہ فرضی ہے۔ اور ایک طرف کہتے ہیں کہ اسناد کا نبی اکرم ﷺ کی طرف ہونا ثابت نہیں، یہاں پر اگر دیکھا جائے تو یہ صرف الفاظ کے بدلاو کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ منکرین حدیث اور مستشرقین کے الزمات لگانے کے طریقہ چاہے کتنا ہی مختلف کیوں نہ ہو ان کا لیکن مقاصد کے اعتبار سے یہ ایک ہی ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

---

[1]۔ تقی عثمانی، مفتی محمد، حجیت حدیث، لاہور: ادارہ اسلامیات، ۱۹۹۱ء، ص: ۷

[2]۔ غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن، لاہور: فرید بک سٹال، ۱۹۹۹ء، ج 1، ص: 46

[3]۔ سورۃ النساء: ۵۹

[4]۔ سورۃ النساء: ۶۹

[5]۔ غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن، لاہور: فرید بک سٹال، ۱۹۹۹ء، ج: ۲، ص ۱۷۹

[6]۔ سورۃ النحل: ۴۴

[7]۔ احمد بن حنبل، ابو عبداللہ بن محمد، المسند، بیروت: المکتبۃ الاسلامی، ۱۹۷۸ء، ج: ۱۴، رقم الحدیث: ۸۷۲۸

[8]۔ لقمان سلفی، ڈاکٹر، اسلام میں سنت کا مقام، بہار ہند: مرکز علامہ ابن باز برائے دراسات اسلامیہ، ۲۰۱۱ء، ص ۹۷

[9]۔ ایضا، ۹۸

[10]۔ ٹونکی، ولی حسن، مفتی، عظیم فتنہ، کراچی: ۱۹۸۴ء، ص ۲۲

[11]۔ سنن أبي داؤد: كتَابُ السُّنَّةِ(بَابٌ فِي لُزُومِ السُّنَّةِ)4605

[12]۔ مودودی، ابوالاعلی، سنت کی آئینی حیثیت، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، ۱۹۶۳، ص: ۱۶

[13]۔امر تسری، ثناءاللہ، حجیت رسول اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امر تسر: کتب خانہ ثنایہ، ۱۹۲۹ء، ص۱۶

[14]۔ کیلانی، عبدالرحمن، آئینہ پرویزیت، لاہور: مکتبہ دارالسلام، ۲۰۰۴ء، ص۶۹

[15]۔مودودی، ابوالاعلیٰ، سنت کی آئینی حیثیت، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، ۱۹۶۳، ص: ۱۶

[16]۔پرویز، غلام احمد، معارف القرآن، لاہور: ادارہ طلوع اسلام ٹرسٹ، ۱۹۸۰ء، ج،3, ص547

[17]۔پرویز، غلام احمد، معراج انسانیت، لاہور: ادارہ طلوع اسلام ٹرسٹ، ۱۹۷۸ء، ص۳۱۸

[18]۔ایضاً، ص ۳۲۳

[19]۔سورۃ النساء: ۸۰

[20]۔آل عمران: ۱۴۴

[21]۔ محمد زبیر، ڈاکٹر، حدیث اور مستشرقین، لاہور: مکتبہ رحمۃ للعالمین، ۲۰۱۲ء، ص: ۱۰۰

[22]. Joseph Schacht, ‘’the origins of muhmmadan jurisprudence” oxford press1950, p: 36